

# ابوریحان بیرونی

ڈاکٹر سید حسین نصر

ترجمہ: ڈاکٹر سید علی رضا نقوی

متنازع اور معروف ایرانی سائنس دان، مورخ، عالم اور مؤلف محمد بن احمد بیرونی جو معمولاً مشرق میں ابوریحان یا صرف بیرونی اور لاطینی مغرب میں البیرون "Al-Birun" مشہور ہے۔ خوارزم میں ۳۶۲ ہجری ۹۷۳ عیسوی میں پیدا ہوا۔ وہیں اس نے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ اس کی زندگی کے عام بیچ و خم کی تفصیل بہت مشہور ہے لہذا اس کی تکرار یہاں ضروری نہیں۔ اس کے متعلق اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ وہ ایران کے طول و عرض میں عرصہ دراز تک پھرتا رہا ہے جس کے دوران اس نے ۳۸۸ھ/۹۹۹ء سے ۴۰۳ھ/۱۰۱۲ء تک کا زمانہ گرگان میں عسلم و ہنر کے مشہور مرنی قابوس بن وشمگیر کے دربار میں گزارا۔ ۴۰۸ھ/۱۰۱۸ء میں وہ محمود غزنوی کے ہاتھ لگ گیا جو اس کو غزنی لے گیا جہاں وہ محمود کے مصاحبین میں رہا اور حتیٰ کہ وہ ہندوستان کی مشہور فتح کے موقع پر بھی اس کے ساتھ تھا۔ ۴۲۰ھ/۱۰۲۹ء میں وہ واپس غزنی آ گیا اور ۴۲۱ھ/۱۰۳۰ء میں وہ محمود کے بیٹے مسعود کی سرپرستی میں آ گیا جو نیا نیا بادشاہ بنا تھا۔ اس نے اپنی زندگی کے بقیہ ایام غزنی ہی میں گزارے جہاں مسعود نے اس کی زبردست تعظیم و تکریم کی اور وہیں ایک طویل زندگی گزارنے کے بعد جو علم کی تحصیل و تبلیغ کے لئے وقف تھی اس نے ۴۴۲ھ/۱۰۵۱ء میں دائمی اجیل کو لیکر کہا۔

اس متنازع عالم کی زندگی کے مختلف ادوار اور پس منظر کے مطالعہ کے بعد اس کی انفرادی شخصیت اجاگر ہوتی ہے۔ وہ واقعاً مسلمانوں میں سب سے پہلا اور سب سے افضل عالم تھا اور اس کا تعلق تمام عالم

اسلام سے ہے جیسا کہ تمام دوسرے اہل علم و فضل حضرات کے ساتھ بھی ہے جن کو اسلامی تہذیب نے جنم دیا ہے علاوہ ازیں وہ عظیم تر اسلامی دنیا کی چار دیواری کے اندر رہتے ہوئے ایرانی دنیا سے بھی تعلق رکھتا ہے اور اس حقیقت کا اس کو بڑا احساس تھا۔ یاد رہے کہ اسلام کے قرون اولیٰ میں دنیا نے اسلام تمدنی لحاظ سے عرب اور ایرانی منطقوں میں منقسم تھی اور ان میں سے ہر ایک منطقہ اپنی انفرادی خصوصیات کا حامل ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بزرگ تر اسلامی تہذیب کی وحدت کا حصہ بھی تھا۔ بیرونی جویتی اور پانچویں صدی ہجری مطابق دسویں اور گیارہویں صدی ہجری کے دیگر عظیم سائنس دانوں مثلاً ابن سینا اور خیام کی طرح ایران کے اسلامی تمدن کی پیداوار تھا جس کا مرکز اس زمانے میں خراسان تھا اور اسی سبب سے اس کا اثر و رسوخ مغرب کی طرف باقی عالم اسلام تک اور مشرق اور جنوب کی طرف ہندوستان تک پھیل سکا۔

بیرونی کو اپنی اسلامی اور ایرانی انفرادیت کا پورا پورا احساس تھا۔ جہاں وہ عربی زبان کا اس زبان کے علمی امکانات کے سبب زبردست حامی تھا جیسا کہ اس نے کتاب العیدلہ کے مقدمہ میں تصدیق کی ہے وہاں وہ ایران کے قدیم تمدن پر بھی فخر کرتا تھا اور اس امر پر اظہار افسوس کرتا تھا کہ عربوں کے حملے کے نتیجے میں ایران کا کثیر تمدنی سرمایہ تباہ ہو گیا جیسا کہ اس نے آثار الباقیہ میں بیان کیا ہے۔ علمی جستجو سے اس کے پرفلوس اور واقعیت پسندانہ نگاہ نے جس کا اعتراف اس کا مطالعہ کرنے والے بہت سے جدید فضلا نے کیا ہے، اس کو بیک وقت ایک لہکا مسلمان اور مختلف تمدنوں کا جن میں اس کا اپنا ایرانی تمدن بھی شامل تھا ایک غیر جانب دار عالم بنا دیا تھا۔ لہذا یہ کوئی اتفاقی امر نہیں ہے کہ اس نے جہاں خود اپنی اکثر کتابیں عربی زبان میں لکھ کر اس زبان کے سائنسی امکانات میں اضافہ کیا وہاں اس نے اپنا پہلا علمی رسالہ کتاب التعمیم جس میں اس نے علوم ریاضی کے مختلف شعبوں سے بحث کی ہے فارسی زبان میں لکھا ہے اور یہ رسالہ فارسی میں بعد کے علمی کاموں کے لئے ایک نمونہ کی حیثیت کا حامل رہا ہے۔

اسلامی علوم اور تہذیب کے تمام جدید طالب علم حقیقت، علوم، غیر جانب داری اور مشاہدہ بیان اور تحلیل میں زبردست احتیاط سے محبت رکھنے کی خصوصیات کو دیکھ کر جو بیک وقت بیرونی میں اکٹھا عقیدے اور جنہوں نے اس کی انسانی تاریخ کے متاثر ترین ارباب عقل و دانش میں لاکھڑا کیا ہے وہ طرہ ہجرت

میں پڑ گئے ہیں۔ جی، سارٹن نے اس کے متعلق لکھا ہے: ”وہ اسلام کے عظیم ترین سائنس دانوں اور بحیثیت میں پڑ گئے ہیں۔ جی، سارٹن نے اس کے متعلق لکھا ہے: ”وہ اسلام کے عظیم ترین سائنس دانوں اور بحیثیت پھر بھی ہر زمانے کے عظیم ترین لوگوں میں سے تھا۔ وہ پیدائشی ایرانی اور ایک شیعہ تھا۔“<sup>(۳۸)</sup> جی ایٹن نے اس رائے کی تائید ان لفظوں میں کی ہے: ”البرونی کی شخصیت سے ہمارے سامنے ایک صاحب فطانت کا کردار جلوہ گر ہوتا ہے۔ باوجود اس کے کہ آج کل اس کی عظمت کا بڑا اعتراف کیا جاتا ہے لیکن ابھی تک اس کا مکمل حقہ اعتراف نہیں کیا گیا ہے۔“<sup>(۳۹)</sup> اسی طرح ایچ جے وینٹر لکھتا ہے: ”ایران کا البرونی استادِ زمیہ شاعر فردوسی کا ہم عصر تھا۔ اس کا شمار تمام زمانوں کے عظیم ترین سائنس دانوں میں ہوتا ہے۔“<sup>(۴۰)</sup> مشرق اور مغرب کے ممتاز اہل علم و فضل حضرات کا اس قسم کے اقوال کے اقتباس کا ایک لامتناہی سلسلہ جاری رکھا جاسکتا ہے چونکہ بیرونی کی فطانت واقعاً اس قدر عظیم ہے کہ یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی شخص اس کی تالیفات کا بغور مطالعہ کرنے کی زحمت گوارا کرے اور فوراً اس کی قابلیت کا سکہ اس پر تہجم جائے۔

باوجود اس کے کہ بیرونی کی تصنیفات پر مشرق و مغرب میں بڑی تحقیق ہوئی ہے لیکن جب ہم اس کی تصنیفات کی وسعت اور ان مختلف موضوعات کو دیکھتے ہیں جن پر اس نے تلم فرسائی کی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ ابھی بہت کچھ تحقیقی کام باقی رہ گیا ہے۔ بیرونی بیک وقت عظیم ترین ریاضی دانوں اور ہیئت دانوں میں سے تھا۔ اسی طرح وہ ایک عظیم ارضیات دان، ادویات شناس، مورخ اور جغرافیہ دان، ماہر لسانیات اور عالم مذاہب تھا۔ وہ اسلامی تاریخ کے ان نہایت معدودے چند افراد میں سے تھا جو ایک ریاضی دان کے تخلیقی ذہن اور ایک مورخ کی خوبیوں کا امتزاج پیدا کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے، جن کا تعلق تشریح و ترکیب سے ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ اپنی جگہ ایک فلسفی بھی تھا اور اس حیثیت سے اس کی تصنیفات کی طرف ابھی تک کوئی توجہ نہیں کی گئی ہے۔“<sup>(۴۱)</sup>

علم کے بڑے بڑے شعبوں میں بیرونی کی خاص تصنیفات کے جائزہ اور تحلیل سے اس کی کتابوں کی وسعت اور عمق کا اندازہ ہو سکے گا۔“<sup>(۴۲)</sup> اس نے علم ریاضی پر متعدد رسالے لکھے ہیں اس کو خاص طور پر عددی نظریہ اور عددی سلسلہ سے دلچسپی تھی جس میں اس کا خاص حصہ ہے۔ اس کی کتاب ”تفہیم“ کئی صدیوں تک ریاضیات

رجس کو لاطینی مغرب میں کو ادنیٰ دیم یا علوم اربعہ کہتے ہیں، ان کے مختلف شعبوں کی تعلیم کے لئے درمی کتاب رہی ہے۔ علم ہیئت میں جہاں اس نے متعدد رسالے لکھے ہیں جن میں سے ایک اس سوال سے متعلق ہے کہ زمین سورج کے گرد گھومتی ہے یا سورج زمین کے گرد گھومتا ہے، اس نے "القانون المسعودی" جیسی بے نظیر کتاب لکھی ہے جو علم ہیئت کی نسیاں کتابوں میں سے ہے اور جس پر ابھی تک کما حقہ تحقیق نہیں کی گئی ہے۔ اس میں علم ہیئت کے گذشتہ مکاتب فکر کے متعلق بن کا ذکر کہیں دوسری جگہ نہیں ملتا معلومات کا ایک بیش بہا سرمایہ موجود ہے اور اس وقت تک کے علم ہیئت کی معلومات کا مجموعہ ہے اور اس طرح علم ہیئت میں اس کا وہی مقام ہے جو علم الادویہ میں ابن سینا کی "قانون" کو حاصل ہے۔ اوائل اسلام کے علم ہیئت کے اس عظیم شاہکار مجموعہ میں بابل اور یونان سے لے کر ایران اور ہندوستان تک کے عناصر بھی شامل ہیں۔ علم تقویم اور مختلف اقوام و مذاہب کی تقویموں کے عام مطالعہ پر اس کی کتاب "آثار الباقیہ" جس کا ترجمہ زخاؤ نے قدیم اقوام کے علوم تقویم کیا ہے قدیم اور قرون وسطیٰ کی تاریخ میں بے نظیر ہے۔ قدیم دنیا کی مختلف اقوام کے علم تقویم کا یہ معرکہ آرا دستاویزی ثروت اور مجموعہ جہاں علم ہیئت کے مورخوں کے لئے بڑی افادیت کا حامل ہے وہاں بطور عمومی افکار و مذاہب کے مورخوں کے لئے بھی ایک عظیم کتاب حوالہ ہے۔

بیانی علوم میں بیرونی عالم ارضیات اور عالم معدنیات اور اسی طرح عالم ادویات کی حیثیت سے زبردست مہارت رکھتا تھا۔ علم ارضیات پر اس کے مشاہدات جو ضمنی طور پر اس کی مہبت سی تصنیفات میں جیسے "آثار الباقیہ" اور "تحدید نہایات الاماکن" میں مذکور ہیں اپنی صحت اور عمق کے لحاظ سے حیرت ناک ہیں اور ان میں ہندوستانی طاس کی رسوبی نوعیت پر صحیح رائیں شامل ہیں۔ علم معدنیات پر اس کی کتاب "الجواهر فی معرفت الجواهر اسلامیہ" میں اس موضوع پر سب سے نفیس کتاب ہے جس میں ایک حصہ معدنیات اور دھاتوں کی نوعی کثافت پر شامل ہے جس سے بیرونی کے طبیعات میں تھمر کا اندازہ ہوتا ہے۔

اسی طرح علم ادویات پر بیرونی نے کتاب "العیدلہ" جیسی بے نظیر کتاب لکھی ہے جو بد قسمتی سے ابھی تک مرتب نہیں ہو سکی۔ یہ کتاب اس نے عربی میں لکھی ہے اور بعد میں اس کا ترجمہ فارسی میں بھی کیا گیا ہے۔ علاوہ اس کے کہ اس کتاب کا تعلق سائنس سے ہے یہ کتاب دنیا کے قدیم اور قرون وسطیٰ کی زبانوں کے طالب علموں کے لئے نہایت اہمیت

کی حامل ہے کیونکہ اس کتاب میں بیرونی نے ایسے مختلف پوروں اور جڑی بوٹیوں کے نام متعدد زبانوں میں دینے کی کوشش کی ہے جو دنیا کے قدیم ادماز مند وسطی میں سائنسی اہمیت رکھتی تھیں۔

جغرافیہ میں بھی بیرونی کا حصہ بڑی اہمیت رکھتا ہے خصوصاً ریاضیاتی جغرافیہ میں جہاں اس کی کتاب ”نہایت الاماکن“ اسلامی دنیا میں ابھی تک اپنی قسم کا شاید عظیم ترین شاہکار رہی ہے۔ اس میں بیرونی نے کرہ زمین کے نیم قطر اور شہروں کے طول و عرض کے ناپنے کے نئے طریقوں پر بحث کی ہے۔ بعض جدید فضلانے اس کو ارض پیمائی کی موجد کی حیثیت دی ہے جب ہم علم و فضل اور علوم انسانی کی طرف توجہ کرتے ہیں تو ان میں بھی بیرونی کی تصنیفات کو اس طرح مستند اور نمایاں خصوصیات کی حامل ہاتے ہیں بیرونی جیسا مقام رکھنے والے کمتر لگ برسوں کے جوانا وقت دوسرے اہل علم حضرات کی تصانیف کی فہرست تیار کرنے میں صرف کئی گنا کر کے لیکن یہ وہ کام ہے جو بیرونی نے فہرست ”یا محمد ابن زکریا رازی کی تصنیفات کی فہرست تیار کر کے سالوں کی تحقیق کے بعد انجام دیا ہے۔ یہ کام اسلامی علوم کی تاریخ میں اپنی مثال آپ ہے اور بیرونی کے ذہن کی باریک بینی اور صبر آزمائی کی خصوصیت کا بین ثبوت ہے۔ جہاں تک تاریخ کا تعلق ہے بیرونی کی تصنیفات اس لحاظ سے تمام مورخین کی تصنیفات کے مقابلہ میں سب سے زیادہ قابل اعتماد ہیں حقیقت یہ ہے کہ اگر اس نے اپنی سائنسی تصنیفات کو کبھی بھی نہ لکھا ہوتا یا وہ بعد کی نسلوں تک پہنچتی بھی نہ ہوتیں تب بھی وہ مسلمان مورخوں میں ایک عظیم مرتبہ کا مالک ہوتا۔

تاریخ میں ایک ایسا شعبہ ہے جس میں اس کو اولین مقام حاصل ہے اور جس میں (اس وقت تک) اس کا کوئی شریک یا حصہ دار نہیں تھا۔ وہ ہے تاریخ مذہب یا علم تقابلی ادیان جس کا وہ موجد کہلاتا ہے۔ اس کی کتاب ”تحقیق مالہند“ ایک تہذیب کے دوسری تہذیب سے تقابلی مطالعہ کے میدان میں عرصہ حاضر تک بے نظیر کتاب ہے، اور اس میں ایسے مختلف الانواع موضوعات شامل ہیں جیسے بھگوت گیتا کے اصول یا رسایانا کا رواج آج تک یہ کتاب قرون وسطی کے ہندوستان پر بعض پہلوؤں کے مطالعہ کے لئے حتمی ہندو فضلا کے لئے بھی ایک کتاب حوالہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ بیرونی کا ہندوستان کے متعلق علم نہایت گہرا تھا جس کی بنیاد اس کے ذاتی روابط اور سہکرت سے واقفیت پر تھی۔ ہندوستانی چیزوں سے اس کی دلچسپی نہایت عمیق تھی جیسا کہ صرف تنہا اس کی کتاب ”تحقیق مالہند“ سے ظاہر ہے بلکہ اس ترجمہ سے بھی عیاں ہے جو اس نے پانچمئی کی ”یوگا ستر“

کاعربی میں کیا ہے۔ بیرونی کو تمام اسلامی تاریخ میں ہندوستان پر ایلائیوں بلکہ درحقیقت غیر ہندوستانی مسلمان فضلا کے درمیان عظیم ترین استاد شمار کرنا چاہیے۔

باوجود اس تمام تحقیق کے جو گذشتہ صدوں میں بیرونی کی تصنیفات کے اس پہلو اور دیگر پہلوؤں پر انجام دی گئی ہے ابھی بہت کچھ کام انجام دینا باقی رہ گیا ہے۔ پہلا کام تو یہ ہے کہ اس کی تمام دستیاب تصنیفات کی ایک تنقیدی اشاعت ہونی چاہیے جن میں وہ کتابیں بھی شامل ہیں جو پہلے طبع ہو چکی ہیں جیسے کتاب الجواهر فی معرفت الجواهر اور القانون المسعودی جن کی جدید تنقیدی اشاعت ہونا ضروری ہے اور وہ کتابیں بھی جو ابھی تک طبع نہیں ہوئی ہیں۔ مؤرخ ذکر کتابوں میں کتاب الصیدر اور الاستیعاب خاص طور پر بڑی اہمیت کی حامل ہیں دیگر یہ کہ بیرونی کی تصنیفات کا کسی بین الاقوامی یورپی زبان میں ترجمہ ہونا چاہیے۔ ای۔ سی۔ رضا و الف کرنا کاؤ آر۔ ریمرے رائٹ، پی۔ کراوس، ایچ۔ سوٹر، ایم۔ میرٹلف، ای۔ ایس کیٹھی اور ایم علی اور ایسے دیگر حضرات کی کوششوں سے بیرونی کی بہت سی تصنیفات انگریزی، فرانسیسی اور جرمن زبانوں میں دستیاب ہونے لگی ہیں اور پچھلے چند سالوں میں روسی زبان میں بھی متعدد ترجمے ہوئے ہیں لیکن ابھی بہت کچھ کرنا باقی رہ گیا ہے اور اس کی بعض تصنیفات کا بہتر اور مستند متون کی روشنی میں دوبارہ ترجمہ ہونا ضروری ہے امید کی جاتی ہے کہ خاص طور پر جیسا کام سی۔ اے نلیونے بتائی کا ترجمہ کر کے انجام دیا ہے اسی قسم کا کام القانون المسعودی کا بھی ہو سکتا ہے جو اسلامی علم ہدیت کا نہایت قابل تدریخ اور تحقیقی کارنامہ ہے۔

اسی طرح بیرونی کی اکثر تصنیفات کا دوسری اسلامی زبانوں جیسے فارسی، اردو، ترکی اور ہنگالی میں ترجمہ ہونا چاہیے تاکہ مسلمان اہل علم حضرات کی بیشتر تعداد اس کی معرکہ الآرا کتابوں سے استفادہ کر سکیں۔ ابھی تک ایک یا دو کتابوں کا پہلے ہی فارسی میں ترجمہ کیا جا چکا ہے اور کراچہ کے ہمدان انسٹی ٹیوٹ کی طرف سے حکیم محمد سعید کی صدارت میں یہ منصوبہ بنایا گیا ہے کہ ۱۹۴۳ء میں بیرونی کی ہزار سالہ برسی کے موقع پر اس کی بہت سی تصنیفات کا اردو میں ترجمہ کیا جائے۔ اس کے کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ عربی کے علاوہ دوسری اسلامی زبانوں میں بیرونی کی تصنیفات کی دستیابی سے پہلے ابھی بہت سا کام کرنا باقی ہے۔

ایک مزید عظیم قسم کا مطالعہ جس نے پچھلے چند دہائیوں میں ترقی کی ہے بیرونی کے سائنسی، فلسفیانہ اور

تاریخی افکار و عقائد کا تفصیلی جائزہ ہے۔ سائنس کی دنیا میں ای وائٹمین، ایچ۔ سوٹر، سی۔ شاؤ، ایس، ہینی، ایم۔ جے ہاشمی، ایم۔ میرٹھ، ڈیڈی ٹرغان، اے۔ ساہلی، ای۔ ایس۔ کیٹھی اور دیگر متعدد سائنسی مرصحن کی تصنیفات نے ریاضیات سے لے کر جغرافیہ تک بیرونی کی سائنسی تصنیفات کے مختلف پہلوؤں پر بہت روشنی ڈالی ہے۔ گذشتہ چند سالوں میں ای۔ ایس۔ کیٹھی اور ان کے شاگردوں اور دیگر کاروں کے تفصیلی جائزے اسلامی علوم کی تاریخ اور ریاضیات کی تمام تاریخ میں بیرونی کے کام کی وضاحت کرنے میں خاص طور پر مفید ثابت ہوئے ہیں۔ تاریخ کے میدان میں چونکہ خاص طور سے ہندوستان سے متعلق ہے بہت تحقیقی مقالات اور مطالعات سفاؤ سے لے کر متعدد معاصر ہندوستانی فضلا تک کے قلم سے معرض وجود میں آئے ہیں جن میں ہندو اور مسلمان دونوں شامل ہیں بیرونی کے فلسفہ اور اس کے متعلق مضامین پر مثلاً علم کائنات اور البعد الطبیعات پر بہت کم لکھا گیا ہے سولے اس کے کہ جوہی، کراؤس، ایس۔ پائٹز اور ایس۔ ایچ۔ نصر نے لکھا ہے ان تمام شعبوں میں ابھی بہت کچھ کرنا ہے اور فضلا کو بہت سے جیسے بنکر مدت تک عمود کو وقف کرنا پڑے گا تاکہ وہ سب کچھ جو بیرونی نے لکھا ہے وہ معاصر زبان میں لوگوں کی دسترس تک پہنچایا جاسکے۔

بیرونی کا ایک اور پہلو ہے جو اسلامی فکر میں بیرونی کے حصے اور ایک اسلامی مفکر کی حیثیت سے اس کا مقام اور اس کے کام پر مطالعہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس قسم کا مطالعہ اسی وقت کامیاب ہو سکتا ہے جبکہ اس کے تمدنی فکری اور مذہبی پس منظر کی روشنی میں اور اسلامی تہذیب کے سانچے میں عموماً اور ایرانی تمدنی ماحول میں خصوصاً انجام دیا جائے، اس قسم کا مطالعہ نہ صرف اسلام کی فکری تاریخ کی ایک نمایاں شخصیت کو بیشتر روشناسی کرنے میں سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہوگا بلکہ اس طرح معاصر مسلمان سائنس دانوں اور فضلا کے لئے ایک قابل تقلید عظیم نمونہ بھی مہیا کیا جاسکے گا جو کہ بیرونی میں اس کے اپنے تمدن اور روایات سے گہرے نگاہ اور محنت کی جستجو کے لئے سفر جانبداری اللہ بے تعبسی کا مکمل امتزاج پایا جاتا ہے۔

تمام مختلف تحقیقی کاموں میں جو اس میدان میں انجام دیئے جائیں ساری دنیا کے علماء و فضلا تعاون کر سکتے ہیں اور اس میں الیا کرنا بھی چاہیے لیکن عالم انسانیت کی جہاد دلیاری کے اندر جس سے بیرونی لاتعلق ہے خاص طور

پرمسلان فضل کاجن کے اپنے فکری ورثے بیرونی کا تعلق ہے یہ فرض ہے خواہ وہ ایرانی ہوں یا افغان، تاہم ایک عرب یا عرب ترک ہوں یا پاکستانی یا ہندوستانی کہ وہ بیرونی کی تصنیفات اور فکر کے مختلف پہلوؤں پر تحقیق جاری رکھیں آخر میں اسلامی دنیا کے چار دیواری کے اندر یہ ذمہ داری خاص طور پر ایرانیوں کے کندھوں پر ہے جو بیرونی کے نکلنے کے وسیع تر اسلامی ایرانی تمدن کے خاص طور پر وارث ہیں کہ وہ بیرونی اور اس کے دنیا سے رشتہ پر تین ہیں اس کی پوروش ہوئی اور اس کی زندگی گذری تین تین مطالعات انجام دیں۔ یہ ان ایرانی فضلا کے لئے مناسب ہوگا جو بیرونی کے ہم عصر شاعر فردوسی کی شاعری اور بیرونی کے دوست اور ہم مکاتبہ ابن سینا کے فلسفہ سے بخوبی واقفیت رکھتے ہیں کہ وہ اس سائنس دان اور عالم کے ناقابل تقابل کارناموں پر روشنی ڈالیں جو ایک ہی وقت میں ان کا بھی ہے اور بقیہ اسلامی دنیا بلکہ تمام دنیا کا بھی ہے۔ جس سنجیدگی سے ایرانی ارباب عمل و عقدا اس معاملہ میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ اس سے اس امر کی امید واثق ہوتی ہے کہ خود ایران میں بیرونی پر وسیع تحقیق کی بنا ڈالی جائے گی اور نزدیک اور دور کے دوسرے مراکز اور افراد میں خاص طور سے جو دوسرے مسلمان ملکوں سے متعلق ہیں تعاون پیدا ہوگا، جہاں اس امر کی کوششیں ہو رہی ہیں کہ مشرق و مغرب کے لوگوں کی فکری زندگی کے اتق پر درخشاں جلا عظیم ترین سائنس دانوں اور فضلا میں سے اس ایک فرد کی زندگی، کارناموں اور افکار سے دنیا کو بہتر طور پر روشناس کرایا جائے۔

## حواشی

- ۱۔ بیرونی کی زندگی، تصنیفات اور افکار کے لئے ملاحظہ ہو علم کائنات کے اسلامی نظریات کا ایک آمارف (انگریزی)، مصنفہ ایس۔ ایچ، نصر مطبوعہ کیمبرج (امریکہ) ۱۹۶۳ء حصہ دوم اور بیرونی کا باہاگاری نمبر (انگریزی) مطبوعہ کلکتہ ۱۹۵۱ء۔
- ۲۔ اسی سی۔ زخا و جس نے بیرونی کو مغرب سے روشناس کرانے کے لئے بہت کچھ کیا ہے کہتا ہے: وہ اپنے اور دوسروں دونوں کے معاملہ میں زبردست انصاف کرنے والا ہے وہ خود اپنے سے علوم کا حاصل



ہے۔ چنانچہ دوسروں سے بھی وہ اسی غرض کا مطالبہ کرتا ہے۔ جب کبھی وہ کسی موضوع کو لہری طرح نہیں سمجھتا یا صرف محوثرًا بہت سمجھتا ہے تو وہ یا تو اپنی لاطلی کے سبب مغذرت تملی کرتا ہے یا دعدہ کرتا ہے کہ باوجود اس کے کلاس کی عمر اٹھادھائی سال کی ہو چکی ہے وہ اس موضوع پر مطالعہ کی زحمت جاری رکھے گا اور مناسب مدت میں اپنے مطالعہ کے نتائج سے لوگوں کو آگاہ کرے گا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے وہ خود کو لوگوں کے سامنے اخلاقی طور پر جواب دہ جان کر معروف عمل ہو ملاحظہ ہو: مقدمہ البرونی کا ہندوستان (انگریزی) مطبوعہ لندن، جلد اول، ۱۹۱۰ء، صفحہ ۲۰۔

۳۔ ملاحظہ ہو تاریخ سائنس کا تعارف (انگریزی) مصنف جی۔ سارٹن جلد اول، مطبوعہ بالٹی مور، ۱۹۲۷ء، صفحہ ۷۰۔

۴۔ ملاحظہ ہو عرب سائنس (فرانسیسی) مصنف اے۔ بی اے لی، مطبوعہ لیڈن ۱۹۶۶ء، صفحہ ۹۹۔  
یہ رائے جو تیس برس پہلے دی گئی تھی آج بھی درست ہے۔

۵۔ "ملاحظہ ہو مشرقی سائنس (انگریزی) مصنف ایچ۔ جے۔ جے۔ و نٹر مطبوعہ لندن، ۱۹۵۲ء صفحہ ۷۰۔

۶۔ اس فلسفیانہ پہلو کے نمونے کے لئے ملاحظہ ہوں سوالات اور جوابات کا (انگریزی) ترجمہ جن کا تبادلہ اس کے اور ابن سینا کے درمیان ہوا ہے۔ یہ ترجمہ علم کائنات کے اسلامی نظریات کا ایک تعارف (انگریزی) مصنف (ایس۔ ایچ) نصری صفحہ ۱۶۰ پر دیا گیا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ بیرونی کی کتاب الاستیعاب اور اس کی بعض دوسری تصنیفات کا بغور مطالعہ کیا جائے تاکہ اس کے فلسفیانہ عقائد کو ان سے اخذ کیا جاسکے اسی طرح جیسے ہم نے ملحدہ بالا کتاب میں علم کائنات سے متعلق نظریات کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔

۷۔ لے۔ دانا مرثت کا آئنا الباقیہ کا ترجمہ تہران میں ۱۹۴۱ء میں شائع ہوا ہے۔ اور وہ سوالات اور جوابات جن کا تبادلہ ابن سینا اور البرونی میں ہوا ہے گذشتہ صدی میں نامہ دانشوران میں شائع ہوئے ہیں۔

علاوہ ازیں تفہیم کے فارسی متن کی ایک نہایت نفیس اشاعت ج۔ حمائی نے کی ہے جو تہران میں ۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۰ء کے درمیان شائع ہوئی ہے۔ ج۔ حمائی نے خود بیرونی پر بھی ایک طویل مطالعہ کو ترتیب دیا ہے جو

اس فاضل انسان کی زندگی، تصنیفات اور انکار پر آج تک جتنے کامل مطالعات انجام پائے ہیں ان میں سے ایک ہے۔ اس کتاب کا نام "ابورحمان نامہ" ہے لیکن یہ کتاب ابھی تک شائع نہیں ہوئی ہے۔